رجسٹرڈ نمبر اے ۳۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر   خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد   می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

[illegible]

عہ	۱/
سالانہ	فی پرچہ

جلد ۹ | کاکوری پنجشنبہ ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۴۲ء مطابق یکم رجب المرجب سنہ ۱۳۶۱ھ | نمبر ۶

ادبیات

غزل منشی نبی الحسن علوی صاحب شمیم بی اے کاکوری

پرواہ ہے کچھ اہل چمن کو نہ صبا کو
میں کیا کروں صیاد زمانہ کی ہوا کو

ہشیار رہو ہاتھ اٹھاتا ہوں دعا کو
کچھ دن کے لئے بھول گیا تھا میں خدا کو

گلزار میں یہ جا کے لگا دیگی گلوں سے
اڑتی ہوئی لی جا سے کوئی بات صبا کو

جینا و مرنا تو اک فرض ہے الزام نہیں ہے
بدنام کریں آپ نہ ارباب وفا کو

کرتے ہیں ستم جس پہ عنایت ہے اسی پر
میں جان گیا آپ کے انداز جفا کو

لاشہ پہ شمیم جگر افگار کے بولے
ہم بھول گئے آج ترے جرم خطا کو

اے پھول

اے پھول!
شاعر کا تخیل تیری خوبصورتی تک نہیں پہنچ سکتا ایک حسین مسکراہٹ تجھ میں پنہاں ہے
تو آتشیں رخ ہے۔
تیری خوشبو سے حور و غلمان وضو کرتے ہیں تو تیز تند ہوا پانی کا چھینٹا برداشت نہیں کر سکتا تو نازک کلیوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرتا ہے۔
تیری آنکھوں میں شبنم کے آنسو ہیں۔
کس قدر نازک ہے تو۔
میں گناہوں سے بھرپور انسان اس قابل نہیں کہ تجھکو چھو سکوں۔

(ترجمہ)

ساقی کاکوروی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | کاکوری پنجشنبہ ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۴۲ء | نمبر ۶

جنگ کا چونتیسواں مہینہ

قادری احمد محسن علوی صاحب تماشائی داز بمبئی

۲۲ جون سنہ ۱۹۴۲ کی تاریخ اس عالمگیر جنگ میں جس قدر اہمیت رکھتی ہے اس سے زیادہ اہمیت کا معرکہ روسی محاذ پر جون ۱۹۴۲ء کو شروع ہوا دنیا کا بہترین اور نا قابل تسخیر قلعہ سباسٹپول روائتی شجاعت کے باوجود دشمن کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ اس عالیشان شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور راکھ کے ڈھیر کے سوا وہاں دشمن کو کچھ بھی نہ مل سکا۔ یہ قلعہ بہترین ساز و سامان سے مسلح تھا۔ قدرتی محل وقوع نے اسکو بہترین جائے پناہ بنا رکھا تھا لیکن ظالموں نے ہزارہا میز بان رومانی اور اطالوی جانبازوں کو بھینٹ چڑھا کر اپنی خونی پیاس بجھائی ——!!

یہ زبردست قلعہ کئی حیثیتوں سے روسیوں کے لئے غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا نہ صرف کوہ قاف کے بحری مراکز کی حفاظت ہوتی تھی۔ نہ صرف کریمیا کی پاسبانی ہوتی تھی بلکہ سلطنت روس کا زبردست بیڑا اور بحر اسود کا محافظ بھی یہی قلعہ تھا۔ روسی بیڑے پر کاری ضرب لگ گئی اور اسی روز سے کوہ قاف کو ایک طرف سے خطرہ پیدا ہوا تو ہمارے حلیف اور اتحادی ترکوں کو اپنی غیر جانبداری برقرار رکھنے میں علحدہ دشواریاں پیش آ رہی ہیں۔

فیلڈ مارشل رومیل نے دو ہفتوں کی معرکہ آرا لڑائیوں کے بعد آخرش خارزار لیبیا میں گرمائی مہم کا آغاز کیا۔ اور باوجود زبردست نقصانات کے دشمن نے پیش قدمی شروع کر دی بنغازی۔ بیر الحکیم۔ طبرق۔ عزالہ۔ سولم سے بڑھتا ہوا مصر کی سرحد میں داخل ہوا دشمن نے اپنی قدیم روش اختیار کی دبابوں اور ہوائی جہازوں کی مدد سے العالمین تک بڑھ آیا جنرل آکنلک نے آٹھویں فوج کی کمان اپنے ہاتھوں میں لی اور جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ دشمن کو ایک ایک انچ زمین کیلئے زبردست قربانیاں کرنا پڑیں لیکن اس کے باوجود اس نے محفوظ دستے جھونکنا شروع کر دیئے ——!

برطانوی افواج نے داد شجاعت دی۔ نیوزیلینڈ کے سپاہیوں نے حق نمک ادا کیا۔ آسٹریلیا کی فوجوں نے زبردست مقابلہ کیا۔ افریقہ کے بہادر کسی سے پیچھے نہ رہے۔ لیکن دشمن کے ہاتھ میں پہل تھی۔ بحیرہ روم پر ہماری قوت کمزور پڑنے سے سامان رسد کی سہولتیں دشمن کو زیادہ پہونچ چکی ہیں۔ وہ اپنی فوج کو رسد اور دیگر ضروری امداد تین دن کے اندر طبروق کے ذریعہ فراہم کر سکتا ہے جسکے مقابلہ میں اتحادی افواج کو ہندوستان فارس اور افریقہ و برطانیہ کی امداد پہونچنے کے لئے کافی عرصہ درکار ہوتا ہے۔ لیکن شاباش ہے ہندی نوجوانوں کو جو اسکے باوجود دشمن کا مقابلہ نہایت کامیابی کے ساتھ کر رہے ہیں اور وہ دن زیادہ دور نہیں ہے کہ رومیل کو پسپائی جلد نصیب ہو گی ——!!

جاپانیوں نے مشرقی محاذ پر چینیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ہندوستان اور روس سے مدد پہونچانے والے راستوں پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اتحادی امداد میں دشواریاں بڑھتی جا رہی ہیں لیکن بہادر چینی اپنے قابل فخر رہنما کی قیادت میں ملکی حفاظت اور آزادی کی ضمانت کے لئے آخری قطرۂ خون تک بہانے سے دریغ نہیں کر رہے ہیں۔ گو کہ چینی دار الخلافہ چاروں طرف سے گھر چکا ہے۔ رسد ملنا مشکل ہو لیکن غیور چینی بدستور جنگ کر رہے ہیں۔ قدرت اُن کا ساتھ دے رہی ہے۔ آخری فتح انھیں کی ہو گی ——!

بحرالکاہل میں آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ کے مختلف بحری مرکزوں پر زبردست فضائی اور بحری معرکے ہوئے۔ دشمن کو ہر ہر جگہ منہ کی کھانی پڑی۔ مڈوے کی لڑائیوں نے اسکو یونہی مفلوج کر دیا تھا۔ مورسبی اور رابادل کی لرزہ خیز لڑائیوں نے دشمن کے چھکے چھڑا دیئے۔ امریکن ہوا بازوں نے وہ عالیشان کارنامہ دکھائے جو تاریخ جنگ میں سنہرے حروف سے لکھے جائینگے اور جاپانیوں کو اپنی ناعاقبت اندیشی کی قرار واقعی سزا جلد ملے گی۔!

روسی اور برطانوی اتحاد کی تجدید اور قائد ملت مسٹر چرچل کا دوبارہ امریکہ جانا اور اتحادی جنگی کونسل کے مشوروں نے دشمن کے دماغی توازن کو متزلزل کر دیا۔ بے بنیاد افواہوں کے پھیلانے کی کوشش شروع کر دی اور یہ بتلانا شروع کر دیا کہ روزولٹ اور چرچل کی ملاقاتیں غیر تشفی بخش رہیں۔ آنے والے دن خود بتلا دینگے کہ اتحادی اپنے مشوروں کو کس قدر خوبصورتی کیساتھ عملی جامہ پہناتے ہیں اور باوجود ناموافق حالات کے استقلال اور گرمجوشی کے ساتھ حالات کو موافق بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔!!

مشرق وسطی کی فوجیں جبل الطارق۔ مالٹا اور قبرص کی قلعہ بندیاں ہندوستان کی محافظ ہیں۔ کوہ قاف کے راستہ پر اتحادیوں نے ناکہ بندی کر دی ہے۔ دشمن کوئی سرگرمی آسانی کے ساتھ نہیں دکھا سکتا فلسطین عراق اور شام کے میدانوں میں دست بدست جنگ کا موقعہ آئیگا تو جرمنوں کو ویسی ہی سزا ملے گی جیسی سباسٹوپول اور رقار کو مل چکی ہے۔

ہندوستان خود اپنی مدافعت کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ وائسرائے کی کونسل میں مجلس دفاع کے اراکین کا اضافہ ہوا۔ امریکن افواج مسلح ہو چکیں ہیں اور ہندوستان کو ہر چہار طرف سے برطانیہ کے مانند قلعہ بند کیا جا چکا ہے سپہ سالار عساکر ہند حملہ کارروائیوں سے مطمئن ہو چکے ہیں اور ہماری فوجیں خود دشمن پر حملہ آور ہونے کی آرزو میں ہر گھڑی بے چینی کے ساتھ گزار رہی ہیں۔!! (۷ جولائی ۱۹۴۲ء)

ہمسفر

سید واسط علی عباسی

(گذشتہ سے پیوستہ)

کسی چیز کے دیوار سے ٹکرانے اور زمین پر گرنے کی آواز آئی۔ مجسمہ زمین پر گر کر چکنا چور ہو چکا تھا اور میں اُسکے اوپر کھڑا ہوا تھا۔ پروفیسر زردی اور انکی بیوی جلدی سے ڈرائنگ روم میں آئیں اور روشنی کا بٹن دبا کر متجسسانہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگیں ــــ میں گڑبڑا کر کھڑا ہو گیا اور ایک مجرم کے مانند بے حس و حرکت انکی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری نظریں رحم کی طالب تھیں۔ پروفیسر زردی نے نظروں ہی نظروں میں سارا مطلب سمجھ لیا۔

دوسرے روز صبح کو مجھے ایک نامی طبیب سے رجوع کیا گیا جس نے تبدیل آب و ہوا کیلئے مجھکو فلاورہل لیجانے کا مشورہ دیا۔ فلاورہل ایک خوش آب و ہوا مقام تھا جو بر منگھم سے ستر میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ مجھے میرے ایک عزیز مسٹر ہارلی فلاورہل لے گئے اور میں تقریباً ایک ماہ وہاں مقیم رہا۔ وہاں کی صحت بخش آب و ہوا اور پر کیف مناظر سے میں اپنے جسم میں نئی جان محسوس کرنے لگا ہڈسن لاج کے تمام واقعات خواب خیال ہی ہو کر رہ گئے۔

فلاورہل سے میں مسٹر ہارلی کیساتھ ایڈن ٹاور، کاک شل گرین فیلڈ، ٹائس وے برج۔ تھارن وڈ اور روز فیلڈ وغیرہ مقامات کی سیر کرتا ہوا تقریباً دو ماہ کے بعد ہوم شائر پہونچا جہاں مسٹر ہارلی کی قیام گاہ تھی۔ مجھے ہوم شائر میں تقریباً ڈیڑھ ماہ رہنے کا اتفاق ہوا۔

ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ فریڈرک میرے بستر کے قریب کھڑا ہوا مجھے دیکھکر مسکرا رہا ہے۔ میں فوراً جاگ پڑا۔ اسکے بعد اکثر راتوں کو مجھے پھر فریڈرک کی صورت دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ میں سوتے سوتے یکایک

جگ پڑا اور فریڈرک میرے پلنگ کے پاس سے گذرتا ہوا محسوس ہوا۔ مجھے خوف معلوم ہونے لگا اور میری طبیعت مضمحل رہنے لگی مگر میں نے کسی سے ان واقعات کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے آئندہ ہفتہ میں بزنگٹن واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔"

یہاں پر انگلو انڈین نوجوان رک گیا اور کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا ریل ایک پل پر سے گذر رہی تھی اور بہت دور کی آبادی نظر آ رہی تھی۔ ہم لوگ انکا قصہ سننے میں محو تھے نوجوان نے قصہ جاری رکھتے کہا۔

"میرے بزنگٹن واپس جانے کے ایک روز قبل کا ذکر ہے کہ میں بوہاؤنٹس نامی میوزیم میں تفریح میں مشغول تھا۔ میں ٹہلتا ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا جہاں بہت سے لوگ ایک بہت بڑے سانبھر کو دیکھ رہے تھے۔ یہ سانبھر کچھ ہی روز قبل افریقہ سے لایا گیا تھا۔ میں بھی کٹہرے کے پاس کھڑا ہو کر سانبھر کو دیکھنے لگا میرے قریب ہی کچھ اور لوگ بھی کھڑے تھے۔ میں سانبھر کو دیکھنے میں منہمک تھا کہ دفعتاً میرے کان میں آواز آئی۔ "فریڈرک" میں سہم گیا اور میں نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک شخص پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈالے میرے قریب کھڑا تھا اور اسکی صورت بعینہ فریڈرک کے مشابہ تھی ـــــ میرا چہرہ خوف سے زرد پڑ گیا میرے خوف کی کوئی انتہا نہ رہی جب وہ مجھکو دیکھکر مسکرانے لگا۔ اس نے اپنی جیب سے ایک گلابی لفافہ نکالکر میری طرف بڑھایا۔ خوف و دہشت سے میں اپنی جگہ گڑ گیا اور میری زبان بند ہو گئی۔ اس نے آگے بڑھکر لفافہ میری جیب میں ڈال دیا ـــــ

قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو کر گر جاؤں کہ فوراً مجھے کسی نے سنبھال لیا۔ اور میرے کان میں آواز آئی "آپ ... کیا آپ اونگھ گئے تھے؟" میں سنبھل کر کھڑا ہو گیا اور شرم کیوجہ سے پانی پانی ہو رہا تھا۔ میری لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے نکلا "او نو ... نہیں ... معاف کیجئے ..." میرا پیر پھسل گیا تھا" دفعتاً مجھے کچھ خیال آیا ہاتھ خود بخود کوٹ کی جیب میں جا پڑا۔

آپکو سنکر حیرت ہوگی ـــــ وہی گلابی لفافہ میری جیب سے برآمد ہوا ـــــ میں خوف سے کانپنے لگا اور میں نے سیدھا مکان کا رخ کیا۔ مکان پہونچتے پہونچتے مجھکو بخار آ گیا"

یہاں پر انگلو انڈین نوجوان خاموش ہو گیا۔ ریل بھی اسٹیشن کے قریب آ چکی تھی ـــــ "پھر آخر اس خط میں کیا لکھا تھا؟" ہم میں سے ایک شخص نے پوچھا جو سب سے زیادہ حیرت زدہ معلوم ہو رہا تھا "اس ... خط ... میں ... کیا ... لکھا تھا ـــــ اس خط میں لکھا تھا:۔ میں کل بزنگٹن واپس جا رہا ہوں اور میرا پتہ یہ ہے۔ جیمز فریڈرک۔ ہڈسن لاج۔ برنٹ اسکوائر بزنگٹن" ـــــ

ہم لوگ بے حس و حرکت انگلو انڈین نوجوان کی صورت دیکھ رہے تھے ـــــ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ اٹھکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا "آپنے اپنی پوری آپ بیتی سنادی مگر اپنے نام سے نا آشنا رکھا" "میرا نام ـــــ؟" اسکے چہرہ پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر میرے ہاتھ میں رکھدیا اور ایک قہقہہ مار کر گاڑی کے باہر ہو گیا۔ کارڈ میں لکھا تھا "آفتاب حسن جعفری۔ سحر" ـــــ ہم لوگ خبط الحواس ایک دوسرے کی صورت تک رہے تھے

خاص کاکوری اخبار کیلئے

کابلی والا (از ٹیگور)

مضمون نگار کاکوری اخبار کیلئے

مترجمہ ایچ۔ ایس۔ نگار عباسی صاحب

میری پانچ سالہ لڑکی رمنی بکواس کئے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی یہ میرا عقیدہ ہے کہ اس نے اپنی عمر کا ایک لمحہ بھی خاموشی میں ضائع نہیں کیا۔ اسکی ماں اُسپر اکثر ناراض ہوتی ہے اور اس کی بک بک بند کرنا چاہتی ہے مگر میں ایسا نہیں کرتا۔ خاموش رہنا رمنی کی فطرت کے خلاف ہے۔ اور میں اس کی خاموشی زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتا۔ اور اسی لئے ہمیشہ اس سے زندہ دلی سے گفتگو کرتا ہوں۔

مثال کے طور پر ایک صبح جب میں اپنے نئے ناول کے

سترھویں باب کے درمیان میں تھا۔ میری ننھی منی میرے کمرے میں آگئی اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا "پتاجی رام دیال، کوّے کو "کمّا" کہتا ہے۔ وہ بالکل جاہل ہے ہے نا؟"

اور قبل اس کے کہ میں اس دنیا کی دو زبانوں کے فرق کی تشریح کر سکتا وہ بڑے جوش سے دوسرے مضمون پر اتر آئی تھی۔ "پتاجی۔ بھولا کہتا ہے کہ بادلوں میں ایک ہاتھی ہے جو اپنی سونڈ سے پانی پھینکتا ہے۔ اور اسی سے بارش ہوتی ہے!"

پھر دوسرا مضمون شروع کرتے ہوئے بولی "پتاجی۔ ماما جی کا تم سے کون سا رشتہ ہے؟"

میں نے سنجیدہ چہرہ بنا کر کہنے کی کوشش کی "دیکھو منی میں بہت مصروف ہوں۔ تم جا کر بھولا کے ساتھ کھیلو۔"

میرے کمرے کی کھڑکی سے سڑک دکھائی دیتی ہے۔ بچی میرے قدموں میں بیٹھ گئی اور اپنے گھٹنوں پر آہستہ آہستہ ہاتھ مار کر تال و سُر پیدا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ میں نہایت مصروفیت سے سترھواں باب لکھ رہا تھا جسمیں ہیرو پرتاب سنگھ نے ہیروئن کنچن لتا کو اسوقت اپنے بازوؤں میں لے لیا ہے اور سہ منزلہ قلعہ کی کھڑکی سے راہ فرار اختیار کرنا ہی چاہتا ہے کہ اچانک منی نے اپنا کھیل بند کر دیا اور "کابلی۔ ایک کابلی" پکارتی ہوئی کھڑکی کی طرف دوڑی۔ اور واقعی سڑک پر ایک کابلی آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا۔ وہ ایک ڈھیلا ڈھالا افغانوں کا سا جبہ پہنے اور ایک اونچی سی پگڑی باندھے تھا۔ اس کی پشت پر ایک تھیلا تھا اور ہاتھ میں انگوروں کی ٹوکریاں لئے ہوئے تھا۔

نہ معلوم منی اسوقت کیا سوچ رہی تھی مگر اس نے کابلی کو آواز پکارنا شروع کر دیا۔ "افسوس" میں نے سوچا "اب وہ اندر آجائے گا اور میرا سترھواں باب کبھی ختم نہ ہوگا" اسی کابلی نے مڑ کر بچی کو دیکھا۔ جب منی نے یہ دیکھا تو ڈر اس پر غالب آگیا اور وہ دوڑتے ہوئے اپنی ماں کے پاس پناہ لینے کو غائب ہوگئی۔ اسے یقین تھا کہ تھیلے میں اسی کے ہم عمر دو تین بچے موجود ہوں گے۔ اسی اثنا میں پھیری والا مسکراتا ہوا میرے کمرے میں داخل ہوا۔

میرے ہیرو اور ہیروئن کی حالت اسقدر نازک تھی کہ میرا پہلا خیال یہی تھا کہ فوراً کچھ نہ کچھ خرید کر قصہ ختم کر دوں کیونکہ منی نے اس آدمی کو بلایا تھا۔ میں نے اس سے چند سوالات کئے اور ہم نے امیر عبدالرحمن، روسیوں، انگریزوں اور صوبہ سرحد کے معاملات و تجاویز پر گفتگو شروع کر دی۔

جب وہ جانے لگا تو اس نے پوچھا "جناب وہ ننھی بچی کہاں ہے؟" میں نے یہ خیال کر کے کہ منی کو ایک نہ ایک دن یہ بے بنیاد خوف دل سے نکالنا ہوگا اسے باہر بلایا۔ وہ میری کرسی کے پاس کھڑی تھی اور کابلی اور اس کے تھیلے کو دیکھ رہی تھی۔ کابلی نے اسے کشمش اور پستہ پیش کئے مگر منی ان بھروں میں آنے والی نہ تھی۔ وہ مجھ سے اور زیادہ قریب ہوگئی اور کرسی کا دستہ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اس کا خوف پہلے سے دگنا ہوگیا تھا یہ انکی پہلی ملاقات تھی۔

چند دن بعد باہر جاتے ہوئے میں منی کو دروازے کے قریب ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے اپنے قدموں میں بیٹھے ہوئے مضبوط اور دراز قد کابلی سے باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر کچھ چونک سا پڑا۔ معلوم یہ ہوتا تھا کہ منی کو ساری عمر میں ایک ہی اتنا صابر سامع ملا تھا، سوا اسکے اپنے پتا کے۔ بچی کی ساری کا ایک کنارہ اسوقت تک کشمش اور پستوں سے بھر چکا تھا۔ جو اس کے دوست نے اسے تحفۃً دیئے تھے۔

"تم نے اسے یہ چیزیں کیوں دیں؟" میں نے سوال کیا اور ایک اٹھنی نکال کر اسکے ہاتھ پر رکھدی۔ جو اس نے بغیر کسی اعتراض کے لے کر اپنی جیب میں رکھ لی۔

افسوس! ایک گھنٹہ بعد واپسی پر مجھے معلوم ہوا کہ بدقسمت سکے نے اپنی قیمت سے دوگنا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ کیونکہ کابلی نے اسے منی کو دیدیا تھا۔ اور اس کی ماں نے ایسی چمکدار گول سکے کو دیکھتے ہی بچی پر سوالات کی بھرمار کر دی تھی

تم نے یہ انگھنی کہاں سے پائی؟" کابلی نے مجھے دی ہے"
بنی نے خوش طبعی سے کہا۔ "کابلی نے دی ہے! خدا کی پناہ!"
اسکی ماں نے غصہ سے کانپ کر کہا "بنی تمہیں اس سے لینے کی
جرأت کیسے ہوئی؟"

اس لمحہ پر میں گھر میں داخل ہوا اور بچی کو اسقدر دباؤ اور
تکلیف سے بچانے کیلئے خود تحقیقات شروع کردی۔

مجھے معلوم ہوا کہ یہ انکی پہلی یا دوسری ملاقات نہ تھی
کابلی نے بچی کے پہلے خوف کو پستہ اور کشمش کی مسلسل رشوت
کی مدد سے مغلوب کرلیا تھا اور اب وہ بڑے گہرے دوست تھے۔

ان کے مذاق بھی عجیب ہوتے تھے۔ بنی اپنے معصومانہ
وقار کیساتھ کابلی کے ساتھ بیٹھ جاتی اور اس کے عظیم الشان
تھیلے کو دیکھنے لگتی۔ اسوقت اسکے چہرے پر ہنسی کا طوفان
آیا ہوتا تھا۔ اور وہ کہتی "کابلی! او کابلی تمہارے جھولے
میں کیا ہے؟" اور وہ پہاڑیوں کے لہجے میں جواب دیتا
"ایک ہاتھی" کوئی مزاحیہ جواب نہیں۔ مگر وہ دونوں اس پر
ہنستے ہنستے لوٹ جاتے تھے۔ اور میرے لئے تو بچی کی گفتگو
بڑوں کے ساتھ ایک عجیب دلکشی لئے ہوتی تھی۔

آخر میں کابلی جو خاموش رہنا پسند نہ کرتا تھا۔ اپنی باری
میں کہتا "اچھا ننھی بچی۔ تم اپنے سسرال کب جاؤگی؟"

تقریباً ہر کمسن بنگالی دوشیزہ اپنے سسرال کا ذکر سن
چکی ہوتی ہے۔ مگر ہم لوگ تعلیم یافتہ اور نئی روشنی کے حامی
تھے اور ابھی اپنی بچی کو ان باتوں سے آگاہ کرنا پسند نہ کرتے
تھے۔ اس لئے بنی اس سوال پر متعجب سی ہو جاتی۔

بہرحال کابلیوں کے طبقے میں یہ خیال عام ہے کہ
لفظ "سسرال" کے دو معنی ہوتے ہیں۔ یہ "جیل"
کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ جگہ جہاں ہم
سب کی خاطر اچھی طرح ہوتی ہے اور ہمیں اپنی جیب
ہلکی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جنگلی پھیری والا میری
بچی کے سوال کو اسی معنی میں لیتا اور اپنا مکا ایک

خیالی، غیر موجود سپاہی کو دکھا کر کہتا ہوں! میں سسر
کا سر پھوڑ ڈالوں گا!" یہ سننے کے بعد اور بدقسمت غریب
رشتہ دار کا تصور کرکے بنی کے پیٹ میں ہنستے ہنستے بل
پڑ جاتے۔ اس کی اس ہنسی میں اس کا دوست بھی بعد
میں شامل ہو جاتا۔ (باقی آئندہ)

نقوش

قابل توجہ پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب:

ہم کو اطلاع ملی ہے کہ قاضی ابرار احمد سب پوسٹ ماسٹر کاکوری
کے یہاں سے تبادلہ ہونے کے احکامات آئے ہیں۔ ایسے
پرآشوب زمانہ میں ایسے ہردلعزیز اہلکار کا تبادلہ کچھ مناسب
نہیں معلوم ہوتا۔ پوسٹ ماسٹر صاحب کے تبادلہ کی خبر
سے عام طور پر افسردگی و ہیجان پایا جاتا ہے اور پبلک
اس تبادلہ کے متعلق پوسٹ ماسٹر جنرل کے پاس محضر اور
ڈیپوٹیشن بھیجنے کی طیاری بھی کر رہی ہے ساتھ ہی یہ
بھی معلوم ہوا ہے کہ پوسٹ ماسٹر صاحب کی والدہ بھی
مرض فالج کی مریض ہیں جنکو نقل و حرکت بھی دشوار ہے
اور اسی وجہ سے وہ وقتاً فوقتاً دو دو ہفتہ کی رخصت بھی
لیتے رہے ہیں۔ ایسی حالت میں پوسٹ ماسٹر کا مستقلاً
یہاں سے ہٹنا اُن کے لئے تو باعث زحمت ہوگا۔
پبلک کو بھی ضرور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ بھی
ہم کو علم ہوا ہے کہ قاضی ابرار احمد سب پوسٹ ماسٹر
ہندو مسلمانوں میں یکساں طور پر بہت ہردلعزیز ہیں۔ اور
اُن کا طرز عمل عام پبلک کے ساتھ نہایت اچھا بیان
کیا جاتا ہے۔ ہم منجانب باشندگان قصبہ کاکوری جناب
پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ
فی الوقت قاضی ابرار احمد کا تبادلہ کاکوری سب پوسٹ آفس
سے منسوخ فرماکر اہل قصبہ کو رہین منت فرمائیں۔

وطن کی خبریں

نوٹ :- اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں (اڈیٹر)

موسم :- ۳۰ جون اور یکم جولائی کی درمیانی شب سے جو تیز بارش شروع ہوئی تھی اس کا سلسلہ وقفہ وقفہ سے کئی دن رہا - یہ دوسری بارش تھی اور بہت اچھی ہوئی موسم میں خاصی تبدیلی پیدا ہوگئی - اور جو شدت گرمی کی تھی وہ ۲۳ جون کی بارش سے رفع ہوچکی اور موسم خوشگوار ہوگیا اور اب عموماً ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہتی ہیں اگر کسی وقت ہوا بند ہوتی ہے تو حبس کی وجہ سے تکلیف ہوجاتی ہے - گذشتہ ہفتہ میں دو دن شب کو حبس کی وجہ سے نیند کم آئی - دس بارہ دن سے پانی بالکل نہیں برسا ابر آسمان پر آتا ہے اور بلا پانی برسے نکل جاتا ہے - دھوپ بڑی تیز ہوتی ہے - وہ کھیت جو تیز بارش کے بعد بو دئے گئے تھے اُنکے لئے پانی کی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے -

آم ابھی مل رہے ہیں جو لکھنؤ کی منڈی میں نہیں جا سکتے تخمی آم تو کچھ مل جاتے ہیں لیکن قلمی کاکوری کی بازاروں میں نایاب ہیں -

آب و ہوا :- بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے کوئی موسمی شکایت سننے میں نہیں آئی -

تقررات :- مولوی محتشم الدین علوی کا تقرر عارضی طور پر انگلو ورناکلر مڈل اسکول سندیلہ میں ہوا - اللہ تعالےٰ مبارک کرے اور استقلال کے ساتھ ترقیاں نصیب کرے -

نتائج امتحانات

حسب ذیل طلبہ و طالبات کی کامیابی امتحانات کی اطلاع ملی ہے - اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے :-

سید اظہر الدین احمد ایف - اے (فاضل) چودھری منظر علی صدیقی (عطیہ خاتون بنت خورد مولوی سید ظہور الدین احمد مرحوم - میٹرک، قمر افروز بنت شیخ اظہر علی عباسی آزاد درجہ ششم -

معاودت وطن و واپسی :- منشی حسن وہاج علوی و منشی یونس حسن علوی و منشی مصطفےٰ علی علوی جو بسلسلہ تعطیلات گرما وطن آئے ہوئے تھے بعد ختم تعطیل اپنے مستقر پر کانپور اور قاضی اسرار علی خاں عباسی، اوناؤ واپس گئے - خانصاحب مولوی حسام الدین صاحب بھوپال سے اپنی صاحبزادی طیبہ خاتون کو ازابیلا تھوبرن کالج لکھنؤ میں بی - اے کلاس میں داخلہ کے سلسلہ میں مدتہائے دراز کے بعد دو ہفتہ کی رخصت پر بھوپال سے وطن آئے ہیں ۱۸ - ۱۹ - جولائی کو واپس جائینگے -

ولادت :- رام پور سے اطلاع آئی ہے کہ پروفیسر اصغر علی عباسی ایم - اے - کے یہاں بمقام گورکھپور گذشتہ ہفتہ میں بچی پیدا ہوئی - اللہ تعالےٰ مولود کی عمر دراز کرے اور صاحب اقبال ہو - زچہ اور بچی بخیریت ہیں -

صحت و سکون

(۱) جناب حافظ شاہ علی حیدر قلندر کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ متعدد پھنسیاں نکل آئی تھیں جنکی وجہ سے دو تین ہفتہ بہت اذیت رہی اب شدائد میں کمی ہے طبیب معالج مسکنات کا استعمال کرا رہے ہیں نیز ...

موصوف کی شکایت جلد دفع ہو۔

(۲) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی (قاضی گوھی) کے دوروں میں کچھ کمی ہے۔ دوا کا استعمال ہو رہا ہے۔ باری تعالےٰ بالکل صحیح و تندرست فرمائے۔

علالتین

(۱) مولوی ضیاء الدین حیدر کے ورم جگر میں کمی بتائی جاتی ہے لیکن ضعف قلب میں ابھی زیادہ فرق نہیں ہے شب میں اب کچھ نیند آجاتی ہے۔ اس طرف درد ایک دن متلی کی تکلیف رہی اور اس کے بعد پیچش کی شکایت ہو گئی تھی بفضلہ دونوں شکایتیں اب نہیں ہیں۔ تنفس کا دورہ بھی نہیں ہوا۔ البتہ کمزوری و نقاہت بہت ہے اللہ تعالےٰ صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) منشی محمد جواد علوی (محلہ قصبہ) کی کمزوری و ضعف میں بتدریج کمی ہو رہی ہے۔ اصل مرض فالج میں بھی بتدریج فائدہ معلوم ہوتا ہے خداوند کریم جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۳) منشی محمد نسیم علوی (محلہ باڑلی) کے منھ سے پھر خون تو نہیں آیا لیکن بخار ابھی دوپہر سے تیز ہو جاتا ہے ڈاکٹر صاحب نے انجکشن تجویز کئے ہیں۔ جن کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور اس وقت تک دو انجکشن ہو چکے ہیں۔ شافی مطلق جلد ازالۂ مرض فرمائے۔

(۴) والدہ شفقت علی علوی (محلہ تاڑتلہ) کے گذشتہ عشرہ میں دفعتاً لقوہ کا اثر ہو گیا تھا اور ایک ہاتھ میں بھی سختی محسوس ہوئی تھی۔ فوری طبی امداد سے چہرہ پر جو اثر تھا وہ رفع ہو گیا اور ہاتھ میں بھی نرمی پیدا ہو گئی ہے اللہ تعالےٰ مریضہ کو جلد صحت عطا فرمائے۔

متفرقات:- سنا گیا ہے کہ شیخ صفدر علی عباسی خلف شیخ اظہر علی صاحب آزاد (قاضی گوھی) جو جہاز میں درجہ سوم کے افسر تھے آجکل بمبئی میں امتحان دے رہے ہیں انشاء اللہ کامیابی کے بعد درجۂ دوم کے افسر ہو جائینگے۔ ہم شیخ صفدر علی کی کامیابی امتحان کیلئے دست بدعا ہیں۔

(۲) پربھنی (دکن) کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ منشی احمد محسن علوی، اسسٹنٹ مدرس مدرسۂ فوقانیہ آئندہ ماہ ستمبر میں سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے امتحان میں شرکت کی طیاری کر رہے ہیں۔ ہم بارگاہ رب العزت میں احمد محسن صاحب کی کامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ مسمی بیکو اہیر ساکن .... نے گذشتہ ہفتہ میں اپنی عورت کی ناک کاٹی اور اس ٹکڑے کو لیکر لکھنؤ حاکم تحصیل کے اجلاس پر گیا اور ناک کا ٹکڑا ڈپٹی صاحب کے نذر کرکے واقعات بتلائے اور اپنے کو پولیس کے حوالہ کر دیا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے

حادثہ:- ۷ر جولائی ۳۲ء کو بیوہ ڈپٹی وہاج الدین مرحوم (ٹکرہ) نے چند روزہ علالت کے بعد ۷۰ سال کی عمر میں رحلت کی، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ کو بظاہر کوئی شکایت نہ تھی سوائے ضعیفی اور کبر سنی کے کچھ دن قبل کمر میں درد پیدا ہو جانے کی شکایت ہو گئی تھی جسنے نقل و حرکت سے معذور کر دیا تھا البتہ انتقال سے چند روز پہلے سے عموماً غفلت طاری رہتی تھی جب باتیں کرتیں تو بہت سمجھ اور ہوش و حواس کی گفتگو ہوتی۔ آخر وقت تک عقل و ہوش بجا رہے۔ مرحومہ بڑی منتظم اور پابند صوم و صلوٰۃ بی بی تھیں۔ اپنے عزیزوں سے بہت اُنس تھا اور چھوٹوں پر بہت شفقت کرتی تھیں۔ کوئی اولاد نرینہ و دختر نہیں چھوڑی۔ اپنی جائداد وہ تہائے ورثا سے وقف کرکے اپنے بھانجہ مولوی محمد عاصم کے سپرد کی اور انتظام میں دیدی تھی۔ ہمکو اس حادثہ میں مرحومہ کی چچازاد بہن (والدہ مولوی محمد عاصم) اور دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ باری تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اور عزیزوں کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

سید محمد مشیر الدین نے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ لال ملی کاکوری سے شائع کیا